DOI: https://doi.org/10.52541/fn.v60i4.1805

سورۃ الفاتحہ میں اختلاف قراءات اور آرتھر جیفری کے افکار کا تنقیدی مطالعہ

سعید الحق جدون ۞

Difference of Readings in *Sūrat al-Fātiḥah*: A Critical Study of Arthur Jeffery's Views

Saeed Ul haq Jadoon ۞

Abstract: The orientalists aim to prove that human-made changes occurred in the Qur'ān. To achieve this purpose, a group of orientalists made efforts to prove this claim relying on different shādhdh readings of the Qur'ān. Arthur Jeffery, an American orientalist, played a pivotal role in raising doubts about the text of the Qur'ān. He identified differences in readings of the Qur'ān with the help of Islamic books related to the subject. He explored collectively different readings of the Qur'ān in his book *Materials for the History of the Text of the Qur'ān*, in which he argued that during the era of the Companions, many Companions possessed their codecs with different readings and words. Furthermore, he complied *Muqaddimah fī 'Ulūm al-Qur'ān* based on the following two old manuscripts: *Muqaddimat Kitāb al-Mabānī* and *Muqaddimat Ibn 'Aṭiyyah*. He opines that differences in the Qur'ānic readings are not correct and that getting to the original text is not only difficult but also impossible. He made *Sūrat al-Fātiḥah* a point of departure for his research because this sūrah is the preface of the Qur'ān and is shorter in terms of words. Arthur Jeffery raised doubts and suspicion about the differences in the readings of *Sūrat al-Fātiḥah*. This article studies the views of Arthur Jeffery about the differences in the readings of *Sūrat al-Fātiḥah*.

Keywords: *Qur'ānic study, Orientalists, Mission, Differences, Readings*

Summary of the Article

The American Orientalist Arthur Jeffrey extensively worked on Qur'ānic studies. He conducted focused research on various recitations of the Qur'ān and explored its other facets. He compiled in his book ***Materials for the History of the Text of***

۞ لیکچرر شعبہ علوم اسلامیہ، ہزارہ یونی ورسٹی، مانسہرہ۔

۞ Lecturer, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University Mansehra. (saeedulhaqjadoon@gmail.com)

the Qur'ān weak reports (ḍa'īf riwāyāt), rare readings (shādhdh qirā'āt), and differences in recitations (*ikhtilāf al-qirā'āt*) from Islamic books, especially Kitāb al-Maṣāḥif. Jeffrey attempted to establish that during the era of the Companions of the Prophet (Ṣaḥabah), many Companions had their copies of the Qur'ān, known as maṣāḥif, with different recitations. Due to the variations found in them, one cannot rely on them. He rendered the Qur'ān into English under the title The Qur'ān, wherein the inclusion of ***Sūrat al-Fātiḥah*** and ***Sūrat*** *al-Muzzammil* was contested. In addition, he did research on two manuscripts of ulūm al-Qur'ān namely *Muqaddimat Kitāb al-Mabānī* and *Muqaddimat Ibn 'Aṭiyyah.* He published this research as *Muqaddimah fī 'Ulūm al-Qur'ān*. Jeffery's purpose behind this work is to argue that the recitations (*qirā'āt*) of the Qur'ān are not accurate or correct. Therefore, to discover the original Qur'ānic text is not only difficult for Muslims but also impossible. To achieve this goal, he made *Sūrat al-Fātiḥah* a point of reference for his research because this *sūrah* is a preface to the Qur'ān and shorter in terms of words. That is why, in his targeted readings of *Sūrat al-Fātiḥah*, Jeffery raised doubts about it, relying on rare readings. He also argued that it was not a part of the Qur'ān. He believed that this short *sūrah* did not belong to the Qur'ān properly; instead, it is a little prayer made up of Qur'ānic phrases, placed as an introduction to the Qur'ān, and is commonly recited before the reading of any portion thereof. On the contrary, Muslims believe that *Sūrat al-Fātiḥah* is a part of the Qur'ān. The Prophet (peace be on him) declared this sūrah to be a part of the Qur'ān, which is explained in many Prophetic traditions. Thus, Jeffery's view has no solid basis.

Jeffery's argument is based on the difference in the readings of *mālik* and *malik*. He agreed with the TR (Text Reading) against the alternative reading *malik* which, according to him, some others read as *malīk*. It seems that Jeffrey does not understand the recitations; otherwise, both recitations are correct according to all the scholars of the recitations. As far as the recitation of *malīk* is concerned, no one has ever reported this recitation.

Regarding the recitation of *ihdinā*, Jeffery tried to show the difference in reading. He writes, "So read اهدنا ثبتنا by Ali but others said he read, see Ibni Mas'ūd's reading دلنا يدك اهدنا". Here Jeffery has misquoted the text. The original text is دلنا بدل إهدنا. Jeffrey also tried to cast doubt on the text of the Qur'ān by the difference in the readings of *al-ṣirāṭ* and *al-sirāṭ*. However, the experts of the recitations agree that both readings have the same meaning, so both are correct. Jeferry made the use of {غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَغير الضَّالِّينَ} in place of {غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ} a topic of discussion. However, it is clear to the scholars of the recitations that the former is written here as an explanation, not as an alternative recitation. Jeffery does not adhere to any of the principles of *qirā'āt*, which is why his research has no academic value.

مستشرقین کے قرآنی فکر کا بنیادی مقصد

مستشرقین کے قرآنی فکر کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ قرآن کو محرف کلام اور کلام اللہ کے بجائے انسانی اختراع قرار دیا جاسکے۔اس مقصد کا حصول اس طرح نہیں ہو سکتا ہے کہ براہ راست قرآن کریم کے متن کو موضوعِ بحث بنا کر تنقید کا نشانہ بنایا جائے، کیوں کہ اس طریقے سے ان کی بات زیادہ مؤثر نہیں ہو سکتی ہے، اس لیے مستشرقین نے اس مقصد کے حصول کے لیے اسلامی تراث سے ہر رطب ویابس کو اکٹھا کر کے لوگوں کو مشکوک بنانے کا حربہ استعمال کیا ہے، مختلف شاذ قراءات اور چند تاویلاتی یا تفسیراتی روایات کو قرآن کا درجہ دینے کی کوشش کرتے ہوئے متنِ قرآن کو ہدف تنقید بنایا ہے۔ گولڈ زیہر (۱۹۲۱ء) نے **مذاهب التفسير الإسلامي** میں[۱] اور نولڈکے (۱۹۳۰ء) نے **تاریخ القرآن** میں اختلاف قراءات کو بنیاد بنا کر متن قرآن میں اضطراب پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔[۲]

اختلاف قراءات اور آرتھر جیفری کا نقطۂ نظر

قرآنِ کریم کی متن کو مشکوک بنانے میں مستشرقین کی ایک اہم کڑی امریکی مستشرق آرتھر جیفری ہیں، جنھوں نے قرآنیات پر بہت کام کیا ہے، آپ نے قرآن کریم کے دیگر پہلوؤں کے ساتھ ساتھ اس کی مختلف قراءتوں کو بھی موضوعِ تحقیق بنایا۔ آرتھر جیفری نے اسلامی ذخیرۂ کتب بالخصوص **کتاب المصاحف** سے اختلاف قراءات کے حوالے سے ضعیف روایات اور شاذ قراءات کو جمع کر کے اپنی کتاب *Materials for the History of the Text of the Qur'ān*[3] میں اس انداز میں پیش کیے، جس میں یہ باور کرایا گیا ہے کہ عہدِ صحابہؓ میں اکثر صحابہ کرامؓ کے پاس اپنے اپنے مصاحف تھے، جن کی قراءت ایک دوسرے سے مختلف تھی، اس وجہ سے ان کے متن پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا ہے۔ آپ نے انگریزی میں قرآن کریم کا ترجمہ *The koran* کے نام سے کیا، جس میں سورۂ الفاتحہ اور معوذتین کا قرآن کے حصہ ہونے سے انکار کیا۔اس کے علاوہ آپ نے علوم

۱- جولد تسیهر، **مذاهب التفسير الإسلامي** (مكتبة الخانجي، ۲۰۱۷ء)، ۱۲۔

2- Theodor Nöldeke, *The History of the Qur'ān* (Brill: 2013), 25.

3- Arthur Jeffery, *Materials For The History Of The Text Of The Qur'ān The Old Codices* (Published by Isha Books, 2015), 1.

القرآن کے دو مخطوطات، **مقدمة كتاب المباني** اور **مقدمة ابن عطية** پر تحقیقی کام کرکے **مقدمتان في علوم القرآن** کے نام سے منصۂ شہود پر لانے کا کارنامہ سرانجام دیا، لیکن اس سے آرتھر جیفری کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ قرآن کی جو قراءات ہیں، یہ درست نہیں ہیں، اس لیے اصل متن تک پہنچنا مسلمانوں کے لیے صرف مشکل نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

آرتھر جیفری کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ جس طرح تورات اور انجیل کے متن میں تحریف کی گئی ہے، اور آج اس کے قابلِ اعتبار نسخے نہیں ہیں، اس طرح قرآن کریم کو بھی محرف کلام ثابت کرنا چاہیے تا کہ اس سلسلے میں مسلمانوں کا دین مشکوک ہو جائے، کیوں کہ آرتھر جیفری خود کہتے ہیں کہ عیسائیت بائبل کے بغیر رہ سکتی ہے لیکن اسلام قرآن کے بغیر قطعی طور پر زندہ نہیں رہ سکتا ہے۔[4]

آرتھر جیفری نے اس مقصد کے لیے **مقدمتان في علوم القرآن** اور *Materials for the History of the text of the Qurʾān* میں اختلافِ قراءات، نص میں اضطراب اور عدم ثبات، قدیم مصاحف اور مصحفِ عثمانی کو موضوعِ بحث بناکر قرآنی متن کو مشکوک بنانے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے سورۃ الفاتحہ پر طبع آزمائی کی ہے۔ کیوں کہ یہ سورت دراصل قرآن کا دیباچہ اور اجمال ہے، جب اجمال کو غلط ثابت کیا جائے تو تفصیل خود بخود غلط ہو جائے گی۔

سورۃ الفاتحہ میں اختلاف قراءات اور آرتھر جیفری کی فکر

قرآن کریم کی سورتوں میں سورۃ الفاتحہ انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ اس سورت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں اس کا پڑھنا واجب ہے، بلکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تو ہر رکعت میں اس سورت کا پڑھنا فرض قرار دیا ہے،[5] اس سے بڑھ کر اور کیا اہمیت ہو گی کہ کوئی نماز بھی قرآن کریم کے اس جزء کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتی ہے۔[6] سورت اگرچہ مختصر ہے، لیکن معنویت کے اعتبار پورے قرآن کا خلاصہ ہے، اس سورت کا ایجاز اور اعجاز، جامعیت اور معنویت مخالفین ومنکرین کے لیے حیرت انگیز ہے، یہی وجہ ہے کہ مستشرقین

4– Arthur Jeffery, *The Qurʾān Scripture, the textural History of Qurʾān* (Newyark: Risl F more Company, 1952), 1.

۵– ابو عبد اللہ محمد بن ادریس الشافعی، **كتاب الأم** (بیروت، دار المعرفة، ۱۹۹۰ء)، ۱: ۱۲۹۔

۶– الشافعی، نفس مصدر، ۱: ۱۲۹۔

نے قرآن کریم کی قراءات کو ہدفِ تنقید بنا کر دیگر سورتوں کے ساتھ ساتھ اس سورت کو خصوصی طور پر اپنی تحقیقات کا مرکز و محور بنایا ہے۔ اس تحقیقی مقالے میں اس حوالے سے مشہور مستشرق آرتھر جیفری کے افکار و نظریات کا علمی و تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

تحقیقی خلا (Gap of Research)

قراءات سے متعلق استشراقی افکار پر کئی مقالات چھپ چکے ہیں۔ تاہم قراءات سے متعلق آرتھر جیفری کی فکر پر پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم چوہدری، کا انگریزی مقالہ "Orientalism on Variant Readings of the Qurʾān: The Case of Arthur Jeffery" بہت اہم ہے۔[7] اردو میں "اِختلاف قراءات قرآنیہ اور مستشرقین (آرتھر جیفری کا خصوصی مطالعہ" کے عنوان سے اس مقالے کا اردو ترجمہ علی اصغر سلیمی نے کیا ہے۔[8] مقالے میں سورۃ الفاتحہ سے متعلقہ بعض مباحث کو بہ طور مثال شامل کیا گیا ہے۔ اس مقالے کے مطالعہ سے سورۃ الفاتحہ میں قراءات سے متعلقہ جملہ مباحث کو آرتھر جیفری کے اصل مصادر سے نقل کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی۔ اس مقالے میں اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ڈاکٹر فیروزالدین شاہ کھگہ نے **اختلاف قراءات اور نظریہ تحریف قرآن** میں آرتھر جیفری کا قراءات سے متعلق نقطۂ نظر واضح کیا ہے، لیکن اس میں سورۃ الفاتحہ کو تفصیلی طور پر موضوع بحث نہیں بنایا گیا ہے۔

ڈاکٹر ثناء اللہ حسین نے "اختلاف قراءت، جمع قرآن کریم کے بارے میں آرتھر جیفری کے شبہات کا علمی و تنقیدی جائزہ، صحابہ کرام سے منسوب مصاحف اور مستشرقین کے اعتراضات" پر مشتمل کتاب (کورس کوڈ: ۱۹۵۸) علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی اسلام آباد کے تخصص فی القرآن والتفسیر کے طلبہ کے لیے تیار کی ہے۔[9] اس کورس میں عمومی مباحث موجود ہیں لیکن سورۃ الفاتحہ پر تفصیلی کلام موجود نہیں ہے۔ اس لیے اس مقالے میں مقالہ نگار نے جدید و قدیم مصادر قراءات سے سورۃ الفاتحہ میں آرتھر جیفری کے اس نقطۂ نظر کا ناقدانہ جائزہ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مزید یہ کہ اس مقالے میں ان روایات کو بھی موضوع بحث بنایا کر ان کا تجزیہ کیا گیا ہے

7– Mohammad Akram Chaudhary, "Orientalism on Variant Readings of the Qurʾān: The Case of Arthur Jeffer", *The Americal Journal of Islamic Social Sciences*, 12: 02.

8– https://forum.mohaddis.com/threads/ Accessed on 26/ 08/ 2022.

9– https://tocs.asianindexing.com/index.php?t=Every&f=Contents&q Accessed on 26/8/ 2022.

جن کو آرتھر جیفری نے بنیاد بنا کر اس سورت کے متنِ قرآن نہ ہونے کا دعوی کیا ہے۔ اس وجہ سے یہ کام سابقہ تحقیقی کام سے مختلف نوعیت کا کام ہے۔

قراءاتِ قرآن پر جیفری کے کام کا جائزہ

آرتھر جیفری نے اپنی پوری زندگی قرآن کریم کے مطالعے اور تحقیق میں صرف کی ہے، ہر موقع پر اس نے قرآن کو نبی کریم ﷺ کی تصنیف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، جس کا اندازہ ان کی کتابوں سے ہوتا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے اس نے قرآن کریم کی سورتوں کا ترتیب نزولی کے مطابق ترجمہ کیا اور قراءت کے سارے اختلافات کو تمام اسلامی ذخیرے سے جمع کر کے مصحف عثمانی میں تقریباً چھ ہزار ایسے مقامات کی نشان دہی کی، جو مصحف عثمانی سے مختلف تھے۔ اختلاف قراءات پر مبنی روایات کا جو ذخیرہ جیفری نے اپنی کتاب *Materials for the History of the text of the Qur᾿ān* میں پیش کیا، اس حوالے سے انھوں نے ابن ابی داود[10] کی کتاب **المصاحف** کو اپنے لیے مصدر قرار دیا ہے۔ قراءات پر دوسری کتاب **مقدمتان في علوم القرآن** ہے، جو درحقیقت **كتاب المباني في نظم المعاني** اور **مقدمة ابن عطية** کا مجموعہ ہے۔ اول الذکر کتاب کا مصنف معلوم نہیں ہے؛ کیوں کہ اس کے مخطوطے سے ابتدائی صفحات گم ہوئے تھے، جس کی وجہ سے مصنف کا معلوم کرنا مشکل ہو گیا، چناں چہ لکھتے ہیں:

أما مؤلف كتاب المباني فهو غير معروف، لأن الصحيفة الأولى من النسخة الوحيدة التي بين أيدينا قد فقدت، ويذكر المؤلف في الصحيفة الثانية من المخطوطة: أنه بدأ في تاليف كتابه، في سنة أربعمائة وخمس وعشرين من الهجرة وسماه كتاب **المباني في نظم المعاني**.[11]

(کتاب المبانی کے مؤلف مشہور نہیں ہیں، کیوں کہ ہمارے سامنے جو واحد نسخہ موجود ہے، اس کا پہلا حصہ مفقود ہے اور

۱۰۔ ابن ابو داود کا پورا نام عبد اللہ بن سلیمان بن الاشعث الازدی السجستانی ہے، آپ ۲۳۰ھ کو سجستان میں پیدا ہوئے اور اپنے باپ کے ساتھ طویل اسفار کیے، مصر اور شام میں شیوخ سے استفادہ کیا۔ آپ کا شمار عراق کے کبار حفاظِ حدیث میں سے کیا جاتا تھا، ۳۱۶ھ کو بغداد میں فوت ہوئے۔ آپ کی کئی اہم تصانیف ہیں، ان کتابوں میں **المصاحف، المسند، السنن، التفسیر، القراءات** اور **الناسخ والمنسوخ** زیادہ مشہور ہیں. (خیر الدین بن محمود الزرکلی، **الأعلام** (دار العلم للملایین، ۲۰۰۲ء)، ۴: ۹۱۔

۱۱۔ آرتھر جیفری، **مقدمتان في علوم القرآن**، (مصر: مكتبة الخزانجي، ۱۹۵۴ء)، ۳۔

مخطوطہ کے دوسرے حصے میں مؤلف لکھتا ہے، کہ میں نے اپنی کتاب کو ۴۲۵ ہجری میں شروع کیا تھااور اس کانام کتاب **المباني فی نظم المعاني** رکھا گیا تھا۔)

دوسری کتاب **مقدمة ابن عطية** ہے جس کے مصنف ابن عطیہ ہیں، جو ایک مشہور مفسر ہیں، اور ان کی شہرہ آفاق تفسیر **الجامع المحرر الوجيز في تفسير القرآن العزيز** ہے۔ اس کتاب کا تعارف کرتے ہوئے آرتھر جیفری لکھتے ہیں:

أما مصنف الرسالة الثانية فهو من أهل المغرب أيضاً، وهو عبدالحق بن أبي بكر بن عبدالملک، الغرناملي بن عطية، وكانت وفاته حوالي سنة ٥٤٣هـ أو نحو ذالک. [١٢]

(دوسرے رسالے کے مصنف بھی یورپی ہیں، اور وہ عبدالحق بن ابی بکر بن عبدالملک غرنالمی بن عطیہ ہیں، جو تقریباً ۵۴۳ھ میں وفات پا گئے تھے۔)

یہ دونوں رسائل قراءات میں نہایت اہمیت کے حامل ہیں، اس اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے آرتھر جیفری نے ان دونوں رسائل کے مخطوطات کی تصحیح کرنے کے بعد اس کو شائع کیا، قراءات میں ان دونوں رسائل کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آرتھر جیفری سے پہلے مستشرقین نے بھی ان مخطوطات کو اپنے لیے مصدر قرار دیا، اس حوالے سے آرتھر جیفری اپنی کتاب کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

وقد استعمل المستشرق الألماني الشهير نولدكي هاتين الرسالتين في أبحاثه في تاريخ القرآن، وكذالک استعملها من بعده تلميذه المستشرق شوالي ونظراً لأهميتها قصد برجشترا سرنشرهما معتمداً على المخطوطات المحفوظة في برلن. [١٣]

(مشہور مستشرق نولڈوکے نے ان رسائل کو اپنی کتاب **تاریخ القرآن** میں استعمال کیا، اس طرح اس کے بعد اس کے شاگرد شوالی مستشرق نے بھی ان سے استفادہ کیا، ان رسائل کی اہمیت کی وجہ سے برجسٹراسر نے برلن میں محفوظ مخطوطات پر اعتماد کرتے ہوئے ان کی اشاعت کا ارادہ کیا۔)

جیفری نے ان کتابوں کے علاوہ قراءات پر کئی اہم مقالات لکھے ہیں، جو بین الاقوامی جرائد میں چھپ چکے ہیں۔ اس سلسلے میں جیفری نے ایک اہم منصوبہ شروع کیا تھا جس میں وہ ناکام ہوئے، منصوبہ یہ تھا کہ جیفری قرآن کریم کی متعدد قراءات کو جمع کرکے ایک تنقیدی نسخہ تیار کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔اس مقصد کے لیے

۱۲- نفس مصدر، ۴۔

۱۳- نفس مصدر، ۴۔

انھوں نے ۱۹۲۶ء میں پروفیسر برجسٹراسر (Bergstrasser) کے ساتھ مشترکہ کام شروع کیا، جس کے لیے برجسٹراسر نے میونخ میں ایک مخصوص مکان **قرآن محل** کے نام سے بنایا، جس میں اس منصوبے پر کام شروع ہوا۔ کام کے دوران میں ہی برجسٹراسر دنیا سے چل بسے اور جیفری اس ادارے کے ڈائریکٹر بنے۔ اسی اثنا میں دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی جس میں اتحادی فوج کی بمباری سے قرآن محل جل کر تباہ ہوگیا، جس کے نتیجے میں قرآن محل میں قرآن کا تنقیدی نسخہ بھی جل کر خاکستر ہوا۔ یہ قرآن کا اعجاز تھا کہ وہ اس عمل میں ناکام ہوئے، اس ناکامی پر آرتھر جیفری کو سخت ذہنی اذیت پہنچی اور تنقیدی نسخہ پیش کرنے سے مایوس ہوئے۔ اس کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں: ”اب یہ امر تقریباً ناممکن ہے کہ ہماری نسل قرآنی متن کا حقیقی نسخہ دیکھ سکیں۔“(۱۴)

سورۃ الفاتحہ کے متنِ قرآن ہونے پر آرتھر جیفری کے اشکالات

آرتھر جیفری سورۃ الفاتحہ کو قرآن کا حصہ نہیں مانتے ہیں۔ اُن کا تصور یہ ہے کہ یہ سورت نبی کریم ﷺ کی ایک دعا کی حیثیت رکھتی ہے، اس لیے اس نے اپنی کتاب *The Koran* میں اس سورت کو سورتوں کی فہرست سے نکال کر "Al-Fatiḥa: The Opener" کے نام سے بہ طور افتتاحیہ لگایا ہے۔ اس حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> This short Sura does not belong to the koran proper, but is a little prayer, a kind of cento made up of koranic phrases, placed as an introducation to the Book, and commonly recited befor the reading of any portion thereof.(۱۵)

(یہ مختصر سورت قرآن سے خاص تعلق نہیں رکھتی ہے، بلکہ یہ ایک معمولی دعا ہے، جو بیاض پاروں میں (لوگوں کے ہاتھ سے لکھی ہوئی عبارت کی نئی شکل) ہے یہ (دعا) قرآنی لفظوں سے بنی ہوئی ہے، جو بہ طور (قرآن کی ابتدا میں بہ طورِ) تعارفِ کتاب لگائی گئی ہے، اور قرآن کے ہر حصے کی تلاوت (نماز میں) سے پہلے اس تلاوت کی جاتی ہے۔)

ایک اور مقام پر اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے آرتھر جیفری لکھتے ہیں:

جب ہم سورۃ الفاتحہ کے مشتملات کا جائزہ لیتے ہیں، تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے، کہ سورۃ الفاتحہ قرآن حکیم کے دیگر حصوں سے لیے گئے مضامین و تعلیمات کی جامعیت کا منظر پیش کرتی ہے۔ یہ عین ممکن ہے کہ اسے دعا کے طور پر نبی کریم ﷺ نے خود بنایا ہو۔ مگر اس کا استعمال اور اس کی موجودہ قرآن میں حیثیت قرآن کے مدوّن کرنے

---

14 – Jeffery , *The Qurʾān Scripture, the textural History of Qurʾān*, 103.

15– Arthur jeffery, *The Koran, Selected Suras* (New YorkD: Over Publication, inc, Milona,), 23.

والوں کی مرہون منت ہے، جنھوں نے تدوین قرآن کے وقت اسے قرآن کے آغاز میں لکھ دیا۔ [۱۶]

آرتھر جیفری نے مذکورہ عبارت میں سورۃ الفاتحہ کو قرآنی سورت قرار دینے کے بجائے اس کو قرآن کا تعارف قرار دیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ سورت قرآن کا تعارف بھی ہے اس کا اجمال اور خلاصہ بھی ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ یہ قرآن کا حصہ نہیں ہے۔ قرآن کریم میں جس طرح سورتوں کو ترتیبِ نزولی اور ترتیبِ مصحفی کے اعتبار سے مرقّم کیا گیا ہے، اس اعتبار سے سورۃ الفاتحہ کو بھی قدیم مخطوطات اور مصاحف میں ایک سورت شمار کیا گیا ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ جو اس کتاب کے اولین شارح اور مبین تھے، انھوں نے کئی روایات میں اس کو سورت قرار دے کر اس کے فضائل بیان کیے۔اس کے علاوہ امت کا اس پر تواتر ہے کہ نبی کریم ﷺ سے اس وقت تک قرآن کریم میں کسی قسم کی تحریف نہیں کی گئی ہے۔اس کے برعکس آرتھر جیفری کے پاس نہ کوئی معقول دلیل ہے اور نہ ہی کوئی مستند تاریخی حقیقت، صرف عبد اللہ بن مسعودؓ کی طرف منسوب ایک روایت کا سہارا لے کر قرآن کے اس مضبوط قلعے میں شگاف ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں، چناں چہ اس حوالے سے آرتھر جیفری لکھتے ہیں:

> Some of the early condices did not contain it at all, and certain famous commentators began their exegesis with Sūra.[17]

(چند قدیم مخطوطات میں اس سورت کو شامل نہیں کیا گیا ہے، اور مشہور مفسرین نے اپنی تفاسیر میں اس سورت کو چھوڑ کر دوسری سورت سے تفسیر شروع کیا ہے۔)

آرتھر جیفری نے جس روایت کی طرف اشارہ کیا، اس روایت کو علامہ نیسابوری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو بکر الاصم رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:"كان ابن مسعود لا يكتب في مصحفه فاتحة الكتاب."[۱۸]

(ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی مصحف میں سورۃ الفاتحہ نہیں لکھتے تھے۔)

آرتھر جیفری نے سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب اس قول کو دلیل بنا کر اس سورت کو قرآن سے خارج کر دیا ہے، حالاں کہ نبی کریم ﷺ نے سورۃ الفاتحہ کو قرآن کریم کی ایسی سورت قرار دیا ہے

16– Arther jeffery , ***The Muslim World*** (*Qirā'at of sūrat ul fātiḥa*, 1939), 29: 159.

17– Arthur jeffery,*The Koran, selected suras*, 23.

۱۸– نظام الدین الحسن بن محمد النیسابوری،**تفسير النيسابوري = غرائب القرآن ورغائب الفرقان**(بیروت: دارالکتب العلمیة،۱۴۱۶ھ)، ۴: ۲۳۳۔

جس کی مثال سابقہ آسمانی کتب میں موجود نہیں ہے۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "أتحب أن أعلمك سورة لم ينزل في التوراة، ولا في الزبور، ولا في الإنجيل، ولا في الفرقان مثلها؟"[۱۹]
(کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمھیں ایک ایسی سورت سکھا دوں جس کی مثال نہ تورات میں ہے نہ زبور میں، نہ انجیل میں اور نہ قرآن میں۔)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ضرور سکھائیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام الکتاب یعنی سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کی۔ اس روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحت کے ساتھ اس سورت کو قرآن کریم کی سورتوں میں سے ایک اہم سورت قرار دیا ہے۔ جہاں تک عبد اللہ بن مسعودؓ کی طرف منسوب اس روایت کا تعلق ہے تو اس کا جواب علامہ بدر الدین زرکشی دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

وقال النووي في **شرح المهذب**: أجمع المسلمون على أن المعوذتين والفاتحة من القرآن وأن من جحد منها شيئا كفر وما نقل عن ابن مسعود باطل وليس بصحيح، وقال ابن حزم في أول كتابه **المحلى**: هذا كذب على ابن مسعود وموضوع وإنما صح عنه قراءة عاصم عن زر بن حبيش عنه وفيها المعوذتان والفاتحة.[۲۰]

(امام نووی نے شرح المہذب میں بیان کیا ہے کہ مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ معوذتین اور فاتحہ قرآن کا حصہ ہے، اگر کسی نے اس میں سے کسی بھی چیز کا انکار کیا تو اس نے کفر کیا، اور جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے وہ باطل ہے اور صحیح نہیں ہے۔ ابن حزم نے اپنی کتاب **المحلی** کی ابتدا میں لکھا ہے کہ یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر جھوٹ ہے اور یہ بات گھڑی ہوئی ہے؛ کیوں کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے عاصم کی قراءت بطریق زر بن حبیش ثابت ہے جس میں فاتحہ اور معوذتین موجود ہیں۔)

ابو بکر باقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس قسم کی رائے کا اظہار کیا ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف یہ بات منسوب کرنا صحیح نہیں ہے کہ یہ سورت قرآن کا حصہ نہیں ہے۔ انھوں نے اس سورت کو مصحف میں لکھنے سے انکار کیا تھا لیکن قرآن کا حصہ ہونے سے انکار نہیں کیا ہے؛ کیوں کہ ان کے نزدیک سنت بات یہ تھی کہ مصحف میں اس چیز کو نہ لکھا جائے جس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم نہ دیا ہو، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اس سورت کو لکھا ہے اور نہ اس کا حکم دیا۔ یہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا گمان تھا اور نہ کئی صحابہ کرامؓ نے اس کو اپنی مصاحف میں لکھا، جیسا کہ زید بن

۱۹۔ احمد بن حنبل، **مسند أحمد**، مسند أبو هريرة (بیروت، مؤسسة الرسالة، ۲۰۰۱ء)، ۱۵: ۲۰۱، رقم: ۹۳۴۵۔

۲۰۔ ابو عبد اللہ بدر الدین الزرکشی، **البرهان في علوم القرآن** (بیروت: دار المعرفة، ۱۹۵۷ء)، ۲: ۱۲۸۔

ثابت رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی۔[۲۱]

علامہ ابن حجر عسقلانی اور دیگر اہل علم نے ان روایات کو صحیح تسلیم کیا ہے اس وجہ سے اہل علم نے اس کے تاویل کی ہے، چناں چہ معاصر عرب محقق ابو شہبہ اس کا جواب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

۱۔ عدم کتابت سے یہ مستلزم نہیں ہوتا کہ یہ قرآن کا حصہ نہیں، اس کی نہ لکھنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ ان سورتوں کی حفظ میں لوگوں کی یادداشت پر اعتماد کرتے تھے۔[۲۲]

۲۔ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب یہ روایات آحاد ہیں، جب کہ سورۃ الفاتحہ اور معوذتین کی کتابت قطعی الثبوت متواتر ہے، تو اخبار آحاد قطعی الثبوت متواتر کے معارض نہیں آسکتے ہیں۔[۲۳]

۳۔ یہ بات اس پر محمول کی جائے گی کہ یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے یقین نہ ہونے سے پہلے کی بات ہے جب ان کو علم ہوا اور اس کا یقین ہوا تو انھوں نے اپنی رائے سے رجوع کیا اور صحابہ کرامؓ کی جماعت کی رائے کو تسلیم کیا۔[۲۴]

آرتھر جیفری نے خیالی تصورات سے اپنی مدعا کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ منہج تمام تر مستشرقین کا ہے۔ مستشرقین کی زیادہ تر باتیں تخمین و گمان پر مبنی ہوتی ہے جس کی تعبیر ان کی کتابوں میں Might Perhaps, may be, It may have so, It is assumed be, جیسے الفاظ سے کی جاتی ہے۔ حالاں کہ علمی اور تحقیقی دنیا میں ان الفاظ کا استعمال ممنوع ہے۔ مذکورہ اقتباس میں بھی آرتھر جیفری نے "ممکن" کا لفظ استعمال کر کے سورۃ الفاتحہ کو ایک دعا قرار دیا اور اس ایک لفظ کو بنیاد بنا کر اس سورت کو قرآن سے خارج

۲۱۔ *محمد بن محمد ابو شہبہ*، **المدخل لدراسة القرآن الكريم** (قاہرہ:مکتبة السنة،۲۰۰۳ء)،۲۸۶۔

۲۲۔ عدمكتابتهما أو حكّهما لا يستلزم إنكار كونهما من القرآن لجواز أنه كان لا يكتبهما اعتمادا على حفظ الناس لهما لا إنكارا لقرآنيتهما فالفاتحة يقرؤها كل مسلم في الصلاة. (*ابو شہبہ، نفس مرجع*، ۲۸۷۔)

۲۳۔ أنها رواية آحادية، فهي لا تعارض القطعي الثابت بالتواتر، والعبرة في التواتر أن يروى عن جمع يحيل العقل تواطؤهم على الكذب، لا أن لا يخالف فيه مخالف، فظن ابن مسعود أنهما ليستا من القرآن لا يطعن في قرآنيتهما.(*ابو شہبہ، نفس مرجع*، ۲۸۷۔)

۲۴۔ على فرض صحة الرواية فيحمل ذلك على أنه كان قبل أن يستيقن ذلك، فلما علم ذلك وتيقنه رجع إلى رأي الجماعة،(*ابو شہبہ، نفس مرجع*،۲۸۷۔)

کر دیا۔ کیا ایک شخص کے ظن اور گمان سے مسلمہ حقائق اور نصوص مسخ ہو سکتے ہیں؟ اور کیا آسمانی کتاب کے حقائق صرف ایک شخص کے ناقص گمان پر غلط ثابت کرنا انصاف اور تحقیق کا تقاضا ہے؟ مسلمہ حقائق کے مقابلے میں آرتھر جیفری اور دیگر مستشرقین کے نظریات دنیا کے کسی بھی علمی اور تحقیقی عدالت میں قابل قبول نہیں ہوں گے۔ اس حوالے سے آرتھر جیفری کے دلائل نہ صرف یہ کہ مستند نہیں ہیں، بلکہ مضحکہ خیز ہیں۔ سورۃ الفاتحہ کا قرآن کا حصہ نہ ہونے پر دلیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

It will be noticed that in it man is addressing Allah, Where as in the koran prophet it is always Allah addressing man.(25)

(یہ بات یادر کھنی چاہیے کہ اس (سورت) میں آدمی اللہ تعالیٰ سے خطاب کرتا ہے، جب کہ اس کے علاوہ قرآن میں اللہ تعالیٰ بندوں سے خطاب کرتا ہے۔)

جیفری نے یہ باور کرایا ہے کہ اس سورت میں بندہ اللہ تعالیٰ سے خطاب کرتا ہے، حالاں کہ یہ خطاب نہیں ہے بلکہ ایک قسم کی مناجات اور دعا ہے، مانگنے اور درخواست کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے، اس وجہ سے اس سورت کے اسما میں سے ایک "تعلیم المسئلہ" بھی ہے۔ اس نام کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے علامہ نیشابوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:"سورة تعليم المسألة لأن الله تعالى علم عباده فيها آداب السؤال فبدأ بالثناء ثم بالإخلاص ثم بالدعاء."(۲۶) (اس سورت کا ایک نام تعلیم المسئلہ ہے؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں اپنے بندوں کو سوال کے آداب سکھائے، پس پہلے ثنا سے شروع کیا، اس کے بعد اخلاص اور اس کے بعد دعا کا طریقہ سکھایا۔)

سورۃ الفاتحہ اور انجیلی دعا میں مماثلت کا شبہ

آرتھر جیفری کا خیال ہے کہ سورۃ الفاتحہ ایک دعا ہے، جس طرح انجیل کی ابتدا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے۔ آرتھر جیفری اور دیگر مستشرقین سورۃ الفاتحہ کو انجیلی دعا کے مماثل قرار دیتے ہیں، حالاں کہ یہ تو قرآن کا چیلنج ہے کہ اس جیسی کتاب نہیں ہے۔ اس کے باوجود اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا کے مشابہ قرار دینا تعصب کا شاخسانہ ہے، چناں چہ اس حوالے سے آرتھر جیفری لکھتے ہیں:

25– Arthur jeffery, *The Koran, selected suras*, 23.

۲۶– النیسابوری، **غرائب القرآن**، ۱: ۸۳۔

As though that were the first Sura The Fatiḥa with its seven clauses has become a short of pater Noster. being used a part as part of each of the daily prayer service.(27)

(اگرچہ سات آیات پر مشتمل یہ مختصر سورت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا(انجیلی دعا) کا ایک خلاصہ ہے، جو کہ روز مرہ کی عبادت کا ایک حصہ ہے۔)

سورۃ الفاتحہ اور انجیلی دعا کے مضامین، اسلوب اور جامعیت و معنویت میں زمین وآسمان کا فرق۔ہے یہ سوچ دراصل آرتھر جیفری کو مسیحی دنیا سے ملی ہے۔ انجیلی دعا کے ضعف کا اعتراف خود مسیحی علمانے کیاہے اس کے باوجود سورۃ الفاتحہ کو اس کا ایک شبیہ اور حصہ قرار دینے کی دلیل تعجب خیز ہے۔ مولانا عبد الماجد دریا آبادی رحمۃ اللہ علیہ سورۃ الفاتحہ اور انجیلی دعا کی اس نسبت کے حوالے سے مستشرقین کی اس فکر اور سوچ پر تنقید کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

اس سورت کی نظیر سے مذاہب عالم کے دفتر خالی ہیں، اور اس سے بڑھ کر اور تو کیا اس کی برابری کی بھی مثال پیش کرنے سے دنیاے مذاہب عاجز ہے، مسیحی دنیا کو بڑا ناز اپنی انجیلی دعا Lord's Prayer پر ہے، لیکن اول تو اس کا ضعیف اسناد بھی خود مسیحی فاضلوں کو مسلم ہے، یعنی اس کی تحقیق نہیں کہ الفاظ خود مسیح علیہ السلام کے ہیں بھی؟ پھر چیز جہاں سے آئی بھی ہو، اس دعا(انجیلی دعا) کے الفاظ کا مطالعہ کر کے ہر منصف مزاج خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ سورۃ الفاتحہ اور اس انجیلی دعا کے درمیان کیا نسبت ہے؟[۲۸]

اختلافِ قراءات کے اسباب اور آرتھر جیفری کی اندھی تقلید

اختلاف قراءات کے اسباب کا علم اس باب میں ایک اہم علم ہے جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس آیت میں قراءات کا جو اختلاف ہے اس کی وجہ کیا ہے۔، اس علم کے موجود ہونے کے باوجود قراءات قرآنیہ پر اعتراضات تعصب کا نتیجہ ہے، کیوں کہ اسباب اختلاف سے اس حقیقت کا اندازہ ہوتا ہے، لیکن مستشرقین کا مقصد تحقیق نہیں بلکہ تعصب کی بنیاد پر قراءات قرآنیہ کو ہدف تنقید بنانا ہے۔ اسلامی تراث پر تحقیق سے مستشرقین لوگوں میں دین کے بارے میں تشکیک پیدا کرتے ہیں۔ اُن کی کتابوں اور مقالوں کے مطالعے سے یہ پتا چلتا ہے کہ وہ قرآن کریم کے ثابت شدہ مسلمات کے بارے میں محض اپنے ظن و تخمین کی بنیاد پر شکوک و شبہات پیدا کرتے ہیں۔ مسلمہ حقائق کے مقابلے میں مستشرقین کے افکار ہیچ معنیٰ نہیں رکھتے ہیں۔ عمومی طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ

27– Arthur jeffery, *Ibid.* , 23.

۲۸– عبد الماجد دریا آبادی، **تفسیر ماجدی** (کراچی: مجلس نشریاتِ قرآن،۱۹۹۸ء)، ۱:۴۴۔

مستشرقین غیر جانب دارانہ تحقیق کرتے ہیں۔ واقعی بعض مستشرقین کی تحقیقات قابل تعریف ہیں لیکن زیادہ تر مستشرقین اندھی تقلید کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اگر ایک مستشرق ایک مخصوص مقصد کے تحت ایک نظریہ پیش کرتا ہے، تو باقی سب پیروکار وہی نظریہ اختیار کر لیتے ہیں۔ مثلاً اگر گولڈ زیہر کے افکار اور ان کے بعد آنے والے آرتھر جیفری اور دیگر مستشرقین کے افکار کا مطالعہ کیا جائے تومعلوم ہو گا کہ بعد میں آنے والے سب مستشرقین گولڈ زیہر آرتھر جیفری کے خوشہ چین ہیں، اور جو غلطیاں گولڈ زیہر نے کی ہیں، بعد میں آرتھر جیفری اور دیگر مستشرقین نے وہی غلطیاں دھرائی ہیں۔

اختلافِ قراءات کا مطلب یہ ہر گز نہیں کہ یہ قرآن کا کم زور پہلو ہیں، بلکہ ان سے قرآنِ کریم کی عظمت و فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ جس طرح نبی کریم ﷺ تمام پیغمبروں میں افضل ہیں، اس طرح قرآن کریم بھی تمام آسمانی کتابوں سے افضل ہے اور اس کی افضلیت کی ایک علامت اختلافِ قراءات ہے، چناں چہ معاصر محقق ابو العباس لکھتے ہیں:

إن قال قائل: ما سبب هذا الاختلاف الذي كثر بين القراء في ألفاظ القرآن؟ قيل له: سببه تفضيل الله عزّ وجلّ القرآن على سائر الكتب المنزلة فيما سلف من الأزمان، كما فضل المرسل به بالحوض و الشفاعة والإرسال إلى الجماعة ممن كان على عهده من العرب والعجم ومن بعدهم من الأمم.[۲۹]

(اگر کوئی یہ پوچھے کہ الفاظ قرآن میں قرا کے درمیان اختلاف کا کیا سبب ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو گذشتہ تمام کتابوں پر فضیلت دی ہے، جیسے کہ نبی کریم ﷺ کو سب پر حوض کوثر شفاعت اور اپنے زمانے کے عرب و عجم اور بعد کی امتوں کی طرف بھیجے جانے کے ذریعے فضیلت حاصل ہے۔)

قراءات کی قبولیت کی شرائط سے آرتھر جیفری کی عدم واقفیت

قراءات کا یہ مطلب نہیں کہ جس کا جو لفظ پسند ہو وہ اس کے مطابق قرآن پڑھ لے، بلکہ قراءات کو قبول اور رد کرنے کے لیے ماہرینِ قراءات نے چند اصول وضع کیے ہیں۔ اگر کسی قراءت میں یہ شرائط پائے جاتے ہیں، تو اس قراءت کو قبول کیا جائے گا، ورنہ مردود ہو گی، معاصر محقق ابو العباس لکھتے ہیں:"فالقراءة المستعملة

۲۹- *ابو العباس احمد بن عمار المہدوی*، **بيان السبب الموجب لاختلاف القراءات وكثرة الطرق والروايات** (بیروت: عالم الکتب، ۱۹۹۸ء)، ۲۵۔

التي لا يجوز ردّها ما اجتمع فيها ثلاثة أشياء؛ أحدها: موافقة خطّ المصحف. والآخر: كونها غير خارجة عن لسان العرب. والثالث: ثبوتها بالنقل الصحيح."[۳۰] (قراءتِ مستعملہ جس کا رد کرنا جائز نہیں، وہ ہے جس میں تین باتیں ہوں۔ پہلا خط مصحف سے مطابقت رکھتی ہو۔ دوسرا لغت عرب سے خارج نہ ہو اور تیسرا نقل صحیح سے ثابت ہو۔)

آرتھر جیفری سرے سے ان اصولوں کی طرف توجہ نہیں دیتے ہیں، اور نہ ان اصولوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔ وہ ہر اس لفظ کو جو دوسرے لفظ سے مختلف لکھا، یا پڑھا گیا ہو، اپنی کتابوں میں جمع کر کے اس کی بنیاد پر متنِ قرآن میں اضطراب کا دعوی رکھتے ہیں؛ حالاں کہ علمائے قراءات نے قراءات کو حکم کے اعتبار سے چھ قسموں میں تقسیم کیا اور ہر قسم کے پڑھنے کا حکم بیان فرمایا ہے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے امام جزری رحمۃ اللہ علیہ سے قراءات کی چھ انواع نقل کی ہیں:

وبيان ما يقبل منها ومالا يقبل: نقل السيوطي عن ابن الجرزي أن أنواع القراءات ستة: الأول: المتواتر: الثاني: المشهور: الثالث: ما صح سنده ، وخالف الرسم أو العربية، الرابع: الشاذ، وهو ما لم يصح سنده، الخامس: الموضوع السادس: ما يشبه المدرج من أنواع الحديث، وهو ما زيد في القراءات على وجه التفسير، ومن خلال هذا النقل خلصنا إلى أن النوعين الأولين هما اللذان يقرأ بهما وأما غيرهما، فلا. والنوع الأول، وهو المتواتر مقطوع بقرآنيته بلا نزاع. وأما النوع الثاني وهو المشهور الذي اتفقت فيه الضوابط الثلاثة المذكورة.[۳۱]

(بیان ہے اس بابت میں کہ کس قراءت کو قبول اور کس کو نہیں قبول کیا جائے گا، امام سیوطی نے ابن جزری سے نقل کیا ہے کہ قراءات کی چھ قسمیں ہیں: پہلی قسم متواتر، دوسری مشہور اور تیسری وہ ہے جس کی سند صحیح ہو لیکن وہ رسم یا عربی سے مخالف ہو، چوتھی شاذ ہے جس کی سند صحیح نہ ہو، پانچویں موضوع اور چھٹی قسم وہ ہے جو انواع الحدیث میں مدرج سے مشابہ ہو، اور یہ وہ قسم ہے جو قراءات میں تفسیر کی وجہ سے اضافہ کیا گیا ہو۔ خلاصہ یہ کہ ان منقول قسموں میں پہلی دو قسموں کے مطابق پڑھنا جائز ہے، اس کے علاوہ باقی قسموں کے مطابق پڑھنا جائز نہیں ہے، پہلی قسم متواتر ہے جو قطعی ہے اور جس میں کوئی نزاع نہیں ہے۔ دوسری قسم مشہور ہے جس میں مذکورہ تین ضوابط موجود ہوں۔)

۳۰۔ نفس مرجع، ۳۰۔

۳۱۔ احمد سعد الخطیب، **المعنى القرآني في ضوء اختلاف القراءات** (بیروت: دار الكتاب العربي، ۱۴۲۵ھ)، ۹۔۱۰۔

سورۃ الفاتحہ میں اختلافِ قراءات اور آرتھر جیفری کے افکار

آرتھر جیفری نے سورۃ الفاتحہ میں اختلاف قراءات کو مختلف مصاحف سے جمع کیا ہے۔ مصحف ابن مسعود، مصحف ابی بن کعب، مصحف علی، مصحف ابن عباس، مصحف ابو موسی وغیرہ تقریباً اٹھائیس مصاحف سے قراءات جمع کی ہیں۔ اکثر مصاحف کے شروع میں سورۃ الفاتحہ کے اختلاف قراءات کو ذکر کیا، لیکن کسی مقام پر بھی شاذ قراءات کی نشان دہی نہیں کی، حالاں کہ ایک سادہ اصول ہے کہ قراءات میں ہر قراءت قبول نہیں ہوگی۔ جو قراءت شرائط پر پورا اترتی ہو وہ قبول ہوگی ورنہ مردود۔ اس سلسلے میں سورۃ الفاتحہ کی قراءات اور آرتھر جیفری کے افکار کا تنقیدی جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

۱– مالک اور ملک میں اختلافِ قراءات اور جیفری کے افکار

آرتھر جیفری نے {مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ} میں کلمہ {مَالِک} میں اشتباہ پیدا کرنے کے لیے مختلف قراءات کو نقل کیا ہے، چناں چہ اس کلمے کی مختلف قراءات کو موضوعِ بحث بناتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

He agreed with TR(Text Reading) against the alternative مالک reading ملک Which some however others said he read مليک like Abū Huraira gave from him also. (32)

(وہ مالک کے متبادل، ملک کی قراءت پسند کرتے تھے، تاہم بعض دیگر قرااس کی جگہ ملیک پڑھتے تھے، جس کا حوالہ ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی طرف دیا گیا ہے۔)

حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کا اعتراض کرنا یا اس کو اپنے لیے دلیل بنانا آرتھر جیفری کی جہالت کی علامت ہے، حالاں کہ تمام قرا اس پر متفق ہیں، کہ ان قراءات میں کسی بھی قراءت سے سورۃ الفاتحہ پڑھنا جائز ہے، اور اس کا ثبوت قرآن کریم کی دیگر آیات سے ہوتا ہے، جیسا کہ معاصر محقق محمد حبیش لکھتے ہیں:

أن الله سبحانه وتعالى يوصف بالملك ويوصف بالمالك، وكلاهما من أسمائه الحسنى سبحانه، فالقراءتان نص توقيفي في جواز إطلاق اسم المالك والملك على الله سبحانه وتعالى. والحقّ أن ذلك ليس حكما استقلّت به هذه الآية، بل هو توكيد لنصوص أخرى ظاهرة في القرآن الكريم، منها قوله سبحانه: قُلِ اللَّهُمَّ مالِكَ الْمُلْكِ.(٣٣) وقوله: هُوَ اللهُ الَّذِي لا إِلهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ

32– Arthur Jeffery, *Materials for the Text of the Qur'ān* (Leiden: E.J Brill, 1937), 117.

٣٣– القرآن،٣: ٢٦۔

الْقُدُّوسُ.[۳۴] واللغة الثالثة مليك، ولم يقرأ به أحد لأنه يخالف المصحف.[۳۵]

(اللہ تعالیٰ کی صفت مالک اور ملک دونوں طرح بیان کی جاتی ہیں، یہ دونوں کلمات اسماے حسنیٰ میں سے ہیں۔ پس یہ دونوں قراءات نص توقیفی ہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات پر مالک اور ملک دنوں اسما کا اطلاق جائز ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ یہ حکم صرف اس آیت تک محدود نہیں ہے، بلکہ اس کی تائید کئی دوسری قرآنی نصوص سے ہوتی ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: قُلِ اللَّهُمَّ مالِكَ الْمُلْكِ اور دوسری جگہ ارشاد ہے: هُوَ اللهُ الَّذِي لا إِلهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ. تیسری لغت ملیک ہے، جس پر کسی نے قراءت نہیں کی ہے کیوں کہ یہ مصحف کے رسم سے مخالف ہے۔)

۲- {إِيَّاكَ} میں تشدید اور تخفیف کے ساتھ قراءت اور فکرِ جیفری

﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾[۳۶] میں آرتھر جیفری نے ﴿اِيَّاكَ﴾ کو تخفیف اور تشدید کے ساتھ پڑھنے کو ایک اہم مسئلہ بنا کر پیش کرنے کی کوشش کی ہے، کہ متن میں اضطراب ہے، کیوں کہ یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ إیاک تخفیف سے پڑھنا ہے یا تشدید سے، چناں چہ لکھتے ہیں: الهم Preceded by إِيَاكَ ، إِيَّاكَ[۳۷] قرأنے إِيَّاكَ تخفیف اور تشدید دونوں کے ساتھ پڑھا ہے اور دونوں طرح قراءات مستعملہ میں سے ہے، اس لیے آرتھر جیفری کا یہ اعتراض بے محل ہے؛ چناں چہ ابوالبقاء عبد اللہ بن الحسین العکبری (م۶۱۶ھ) لکھتے ہیں:

قوله تعالى {إياك} الجمهور على كسرة الهمزة وتشديد الياء وقرىء شاذا بفتح الهمزة والأشبه أن يكون لغة مسموعة وقرىء بكسر الهمزة وتخفيف الياء والوجه فيه أنه حذف إحدى الياءين لاستثقال التكرير في حرف العلة.[۳۸]

۳۴- محمد حبش، **القراءات المتواترة وأثرها في الرسم القرآني والأحكام الشرعية** (دمشق: دار الفكر، ۱۹۹۹ء)، ۱۴۰۔

۳۵- الحسین بن احمد بن خالویہ، **إعراب ثلاثين سورة** (مصر: مطبعة دار الكتب المصرية، ۱۹۴۱ء)، ۲۳۔

۳۶- القرآن، ۱: ۵۔

37- Arthur Jeffery, *Materials for the Text of the Qurʾān*, 117.

۳۸- ابی البقاء عبد اللہ بن الحسین العکبری، **إملاء ما من به الرحمن من وجوه الإعراب والقراءات** (بیروت: دارالکتب العلمیة، ۱۹۷۹ء)، ۱: ۶۔

(اللہ تعالیٰ کا یہ قول{إياك} کو جمہور ہمزہ کے کسرے اور یا کے تشدید سے پڑھتے ہیں، اور شاذ ہمزہ کے فتحے سے پڑھا جاتا ہے، اور زیادہ مناسب یہ ہے کہ یہ لغت عرب سے سنا گیا ہے۔ ہمزہ کے کسرے اور یا کے تخفیف سے بھی پڑھا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حرف علت تکریر کی ثقل کی وجہ سے ایک یا حذف کیا گیا۔)

۳- ﴿اِهْدِنَا﴾ میں اختلافِ قراءات اور آرتھر جیفری کی غلط فہمی

مستشرقین کے سرخیل گولڈ زیہر نے رسم و قراءات کے حوالے سے بہت سے غلط فہمیاں پھیلائی ہیں، جو اُن کے بعد اُن کے پیروکاروں کے لیے ایک مرجع کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مستشرقین کا خیال ہے کہ قرآن کریم پڑھنے میں لوگ آزاد ہیں، جس طرح چاہیں پڑھ سکتے ہیں، چاہے وہ قراءت، قراءاتِ متواترہ کے مخالف کیوں نہ ہو، اس سلسلے میں گولڈ زیہر نے سورۂ توبہ کی آیت ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ﴾[۳۹] کی قراءت پر نبی کریم ﷺ کی قراءت سے، سورۂ یونس کی آیت ﴿هُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُكُمْ﴾[۴۰] کی قراءت پر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے عمل سے استدلال کرنے کے بعد سورۃ الفاتحہ میں ﴿اِهْدِنَا﴾[۴۱] کی قراءت پر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت سے استدلال کیا ہے۔[۴۲] گولڈ زیہر کے طرز عمل پر آرتھر جیفری نے بھی عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت پر استدلال کرتے ہوئے ﴿اِهْدِنَا﴾ کی قراءت میں تشویش پیدا کرنے کی کوشش کی ہے، چناں چہ لکھتے ہیں:

> So read by Ali but others said he read ثبتنا اهدنا see ibni mas,ūd's reading[43] دلنا يدك اهدنا

یہاں سے آرتھر جیفری کی علمیت اور عربیت کا اندازہ ہوتا ہے، یہ جملہ ایک بے معنیٰ جملہ ہے، مخطوط کو غلط پڑھنے کی وجہ سے اس نے "دلنا يدك اهدنا" لکھ لیا، حالاں کہ اصل عبارت یوں معلوم ہو رہی ہے: دلنا

۳۹- القرآن، ۹: ۱۲۸۔

۴۰- القرآن، ۱۰: ۲۲۔

۴۱- القرآن، ۱: ۶۔

۴۲- جولد تستیہر، **مذاهب التفسير الإسلامي** (قاھرہ، السنة المحمدية، ۱۹۵۵ء) ۵۱۔

43- Arthur Jeffery, *Materials for the Text of the Qur'ān*, 117.

بدل اھدنا۔[۴۴] جو شخص کسی مصحف کی عبارت نہیں پڑھ سکتا ہے، وہ اس کی صحت اور سقم پر کیا بات کرے گا؟ اور پھر اس کی بات کی کیا اہمیت ہو گی؟

آرتھر جیفری ﴿اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ﴾[۴۵] میں اهْدِنَا کی جگہ أرشدنا[۴۶] پیش کرتے ہیں، جس کی تائید کے لیے وہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کرتے ہیں، کہ عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اِهۡدِنَا کی جگہ أرشدنا پڑھا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن مسعودؓ کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے:"إنه بدّل اهْدِنَا الصِّراطَ الْمُسْتَقِيمَ مغيرا اللفظ الأول بمرادفه «أرشدنا الصراط المستقيم."[۴۷] (انھوں نے "اهْدِنَا الصِّراطَ الْمُسْتَقِيمَ" میں پہلے لفظ کو اپنے مترادف لفظ سے "أرشدنا الصراط المستقيم" بدل ڈالا۔)

آرتھر جیفری کے راہ نما اور مستشرقین کے سرخیل گولڈ زیہر نے یہ دلیل نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:
"وقد نسب إلى ابن مسعود نفسه هذا القول الأساسي الدلالة: «لقد سمعت القراء ووجدت أنهم متقاربون" فاقرءوا كما علمتم فهو كقولكم "هلم وتعال." [۴۸](ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس بنیادی قول کو اپنی طرف منسوب کیا ہے، کہ میں نے قرا سے سنا اور ان کو ایک دوسرے کے قریب پایا، پس پڑھو جس طرح تم جانتے ہو، جیسا کہ تم کہتے ہو هلم وتعال ۔)

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مذکورہ قراءت اپنی طرف سے نہیں کی جیسا کہ گولڈ زیہر اور آرتھر جیفری کی رائے ہے، بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے اس قراءت میں تلاوت فرمائی ہے، لیکن یہ ایک رسم قرآنی پر لوگوں کو جمع کرنے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ جب لوگوں کو ایک رسم پر جمع کیا گیا اس کے بعد اس قراءت میں تلاوت کرنے کی اجازت ختم ہوئی۔

۴۴– اس حوالے کو مقالہ نگار نے **كتاب المصاحف** میں تلاش کیا، لیکن نہ مل سکا۔

۴۵– القرآن، ۱: ۶

46– Arthur Jeffery, *Materials for the Text of the Qurʾān*, 25.

۴۷– احمد البیلی، **الاختلاف بين القراءات** (بیروت: دار الجیل)، ۹۶۔

۴۸– جولد تستيهر، مرجع سابق، ۱۱۔

وهذا الاختلاف الذي يخالف خط المصحف، وذلك كثير جدا: قال أبو محمد: فهذا لا يجوز اليوم لأحد أن يقرأ به؛ لأنه إنما نقل إلينا بخبر الواحد عن الواحد، ولا يقطع على صحة ذلك، ولا على غيبه، وهو مخالف لخط المصحف الذي عليه الإجماع، فخط المصحف أولى؛ لأنه يقين والخبر غير يقين، فلا يحسن أن ينتقل عن اليقين إلى غير يقين.(٤٩)

(اور یہ اختلاف جو خطِ مصحف کے خلاف ہو، یہ بہت زیادہ ہے۔ ابو محمد کہتے ہیں، کہ آج کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس قراءت کے مطابق پڑھے، کیوں کہ یہ ہمیں خبر واحد سے منقول ہے، اور اس کی صحت قطعی نہیں ہے، اور یہ مصحف کے اس خط کے مخالف ہے جس پر اجماع ہے، تو مصحف کا خط زیادہ اولیٰ ہے، کیوں کہ یہ یقینی ہے، اور خبر غیر یقینی ہے، تو یہ اچھی بات نہیں ہے کہ یقین سے غیر یقین کی طرف منتقل ہو جائے۔)

ابو البقاء عبد اللہ بن الحسین العکبری (م ٦١٦ھ) اس حوالے سے لکھتے ہیں:

فكان في مصحف ابن مسعود وغيره خلاف كثير لهذا المصحف المجمع عليه، وكلّ ذلك من جملة الحروف التي نزل عليها القرآن، فلمّا اجتمع رأي الصحابة على الاقتصار على هذا المصحف لما رأوا في ذلك من الصلاح، وأنفذوا النسخ منه إلى الأمصار، والناس حينئذ يقرءون كما نقرأ، قرأ كلّ مصر من القراءات التي كانوا عليها ما وافق رسم مصحفهم، وتركوا القراءة بما خالفه.(٥٠)

(ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ کے مصحف میں مجمع علیہ مصحف سے بہت اختلاف پایا جاتا تھا، اور یہ سب (اختلافات) ان قراءات سے تھا جس کے مطابق قرآن نازل ہوا تھا۔ جب صحابہؓ مصلحت کی بنیاد پر ایک مصحف پر متفق ہوئے، تو اس کے نسخے شہروں کو بھیج دیے، اس وقت لوگ اس طرح پڑھتے تھے، جیسا کہ ہم پڑھتے ہیں، تمام شہروں نے ان قراءات میں پڑھنا شروع کیا جو ان کے مصحف کے مطابق تھا اور اس قراءت کو چھوڑ دیا جو اس (خط مصحف) کا مخالف تھا۔)

۴۔ الصِّراطَ اور "السراط" کی قراءات اور آرتھر جیفری کی تحقیق

قرآن کریم کو بائبل کی طرح ایک مقدس کتاب قرار دیتے ہوئے جیفری یہ باور کراتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نے بھی اچھے مقاصد اور نیک نیتی کے ساتھ متن قرآن میں کچھ تبدیلیاں اور اس کی بہتری کے اقدامات تجویز کر دیے ہوں گے۔ بد قسمتی سے جیفری اس امر کا اندازہ نہیں کر سکا کہ قرآن حکیم کے متن میں کمی بیشی کرنا اسلامی نقطۂ نظر سے اتنا بھاری جرم ہے کہ کوئی اس کے ارتکاب کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اگر بالفرض کوئی اس کا

۴۹۔ ابو محمد مکی بن ابی طالب المالکی، **الإبانة عن معاني القراءات** (مصر: دار نهضة مصر للطبع والنشر)، ۱۲۶۔

۵۰۔ المہدوی، **بيان السبب الموجب لاختلاف القراءات**، ۲۹۔

ارتکاب کر بھی بیٹھتا تو صحابہ کرامؓ کی جلیل القدر جماعت اسے قطعاً برداشت نہ کرتی۔[۵۱] جیفری نے اسی نقطۂ نظر کو سامنے رکھ کر الصراط کی جگہ السراط کی قراءات کو موضوعِ بحث بناتے ہوئے تشکیک پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔[۵۲] جیفری کی ہر بات اس کی جہالت کی غمازی کرتی ہے۔ اس نے اس اختلاف کو ایک اہم مسئلہ گردانا ہے، حالاں کہ یہ تو کوئی اختلاف نہیں ہے۔ دونوں قراءات جائز اور مستعمل ہیں، جن کا پڑھنا جائز ہے۔ علامہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

اهْدِنَا الصِّراطَ الْمُسْتَقِيمَ رويت القراءتان عن ابن كثير أنه قرأ «السراط» بالسين، وروي عن حمزة أنه قرأ بالزاي، وقرأ الباقون بالصاد وكل ذلك جائز، لأن مخرج السين والصاد واحد، وكذلك الزاي مخرجه منهما قريب، والقراءة المعروفة بالصاد.[۵۳]

(اهْدِنَا الصِّراطَ الْمُسْتَقِيمَ میں دو قراءات ہیں، ابن کثیر سے روایت ہے کہ انھوں نے السراط کو سین کے ساتھ پڑھا، اور حمزہ سے روایت ہے کہ انھوں نے زا سے پڑھا، اور باقی قرا نے صاد کے ساتھ پڑھا، اور یہ سب جائز ہیں، کیوں کہ سین اور ص کا مخرج ایک ہے۔ اور زا کا مخرج اس کے قریب ہے اور مشہور قراءت ص کے ساتھ ہے۔)

۵- صراط اور الصراط میں جیفری کا ابہام

جیفری نے دیگر شکوک وشبہات کی طرح ﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ [۵۴] میں صِّرَاطَ اور الصِّرَاطَ یعنی الف لام کے ساتھ اور بغیر الف لام پڑھنے کو ایک اہم مسئلہ قرار دیا ہے، اور اپنے اس دعوی پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے عمل سے دلیل دیتے ہوئے کہتے ہیں: So reading by Ibni ‘Umar and Jafar.[۵۵] {صِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ }-{الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ }

اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آرتھر جیفری نے اسلام اور کتاب اللہ کی مخالفت میں کس قدر باریک بینی سے کام لیا ہے اور جو بھی اس کو میسر آتا، اس کو قرآن کی مخالفت میں گھڑ لیتے تھے، حالاں کہ یہ کوئی خاص اعتراض

۵۱- محمد اکرم رانا، **استشراق اور شریعت** (اسلام آباد: پورب اکادمی، ۲۰۱۵ء)، ۲۰۔

52- Arthur Jeffery, *Materials for the Text of the Qurʾān*, 125.

۵۳- ابو اللیث نصر بن محمد السمرقندی، **تفسير السمرقندي = بحر العلوم** (قاہرہ: مكتبة الخانجي، ۱۹۹۰ء)، ۱: ۱۸۔

۵۴- القرآن، ۱: ۶۔

55- Arthur Jeffery, *Materials for the Text of the Qurʾān*, 117.

نہیں، لیکن پھر بھی وہ موقع ضائع نہیں کرنے دیتے ہیں۔ الصراط اور صراط پڑھنے کے حوالے سے عبد الفتاح اسماعیل شلبی لکھتے ہیں:"قرأ جعفر بن محمد رضي الله عنه: "اهدنا صراطَ المستقيمِ" بإضافة {الصِّرَاطَ} إلى {الْمُسْتَقِيمَ} من غير ألف ولام في الصراط وهو جائز في العربية كدار الآخرة."[۵۶] (جعفر بن محمد نے اهدنا صراطَ المستقيمِ میں الصراط کو مستقیم کے اضافت کے ساتھ بغیر الف لام کے پڑھا اور یہ عربی میں جائز ہے، جیسے دار الآخرۃ)

٦- صراط الذين أنعمت عليهم میں مختلف قراءات اور جیفری کی آرا

آرتھر جیفری نے ان قراءات میں صحابہ کرامؓ کی طرف منسوب کئی نسخوں سے کام لیا ہے، یہ نسخے صحابہ کرامؓ کی طرف منسوب تھے، لیکن صحابہ کرامؓ میں سے کسی صحابیؓ نے یہ دعوی نہیں کیا ہے کہ میں اپنے نسخے کو قرآن کے متن کے مقابل میں پیش کرتا ہوں، اور جب سب صحابہ کرامؓ کو ایک مصحف اور ایک قراءت پر جمع کیا گیا، تو انھوں نے اپنی قراءات سے رجوع کیا، لیکن اس کےباوجود پھر بھی جیفری ان صحابہ کرامؓ کو قرآن کے مقابل میں پیش کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ اس حوالے سے صراط الذين أنعمت عليهم (۵۷)کی قراءت کو موضوعِ بحث بناتے ہوئے لکھتے ہیں: So read also by Zaid, Ali, and ibn az Zubair[۵۸] ﴿صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾[۵۹] صراط من أنعمت.

جیفری مصحف عثمانی کے رسم الخط کی مخالفت میں روایات اور صحابہ کرامؓ کی قراءات پیش کرتے ہیں۔اس موقع پر بھی اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے عمل سے

۵۶- عبد الفتاح اسماعیل شلبی، **رسم المصحف العثماني وأوهام المستشرقين في قراءات القرآن الكريم** (مصر: مكتبة وهبة)، ۹۲۔

۵۷- حدثنا أبو بكر عبد الله بن أبي داود حدثنا يعقوب بن سفيان حدثنا عبيد الله عن شيبان عن الأعمش عن إبراهيم قال كان علقمة والأسود يقرآنها صراط من أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم وغير الضالين.(ابو بکر بن ابی داود السجستانی عبد اللہ بن بن سلیمان بن الأشعث، **كتاب المصاحف**،(قاہرہ: الفاروق الحديثة،۲۰۰۲ء)، ۲۲۲۔

58 – Arthur Jeffery, *Materials for the Text of the Qurʾān*, 25.

۵۹- القرآن،۱: ۷۔

استدلال کیا ہے، جیفری اور اس کے ہم خیال مستشرقین کے جواب میں ایک معاصر عرب محقق لکھتے ہیں:

واستدلوا على ذلك بالأخبار الصحيحة المروية في القراءات المخالفة لمرسوم المصحف، نحو: فطلقوهن لقبل عدتهن وصراط من أنعمت عليهم ، وجاءت سكرة الحق بالموت ، وما أشبه ذلك، وهو كثير قد ثبتت به الرواية، إلّا أنّها أخبار آحاد، والقرآن منقول بنقل الكافة عن الكافة.[٦٠]

(اس پر انھوں نے رسم مصحف کے مخالف قراءاتِ کے بارے میں مروی اخبار صحیحہ سے استدلال کیا ہے، مثلاً فطلقوهن لقبل عدتهن ، صراط من أنعمت عليهم ، وجاءت سكرة الحق بالموت اور اس کے مشابہ بہت زیادہ (روایات) ہیں، جن کی روایت ثابت ہے، لیکن یہ اخبار آحاد ہیں، اور قرآن کریم نقل متواتر سے منقول ہے۔)

۷- غیر المغضوب علیھم ولاالضالین کی قراءت اور جیفری کی نکتہ چینی

جیفری نے مصحف علیؓ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کے عمل سے استدلال کیا ہے کہ آپؓ "صراط مَنْ أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم وغير الضالين" پڑھتے تھے، اس لیے ولاالضالین پڑھنے میں شک پیدا کرنے ایک رخنہ ڈال دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَغير الضَّالِّينَ﴾/ {غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ}[٦١]

As Umar and ibn az Zubair some however, said the reading was غير[٦٢]

یہاں پر جیفری نے ایک تفسیری قول کو متنِ قرآن پر چسپاں کرنے کی کوشش ہے۔ اکثر مفسرین نے معنی ومطلب کے لحاظ سے عربی زبان میں لا کو غیر کے معنی میں مستعمل کیا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ قرآن کا متن ہے۔ مشہور مفسر حافظ عماد الدین ابن کثیر اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

۶۰- المہدوی، مرجعِ سابق، ۳۰۔

۶۱- القرآن، ۱: ۷۔

62- Arthur Jeffery, *Materials for the Text of the Qur'ān*,185.

روى أبو القاسم بن سلام في كتاب فضائل القرآن عن أبي معاوية عن الأعمش عن إبراهيم عن الأسود عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه أنه كان يقرأ غير المغضوب عليهم وغير الضالين وهذا الإسناد صحيح، وكذلك حكي عن أبي بن كعب أنه قرأ كذلك، وهو محمول على أنه صدر منهما على وجه التفسير. (۶۳)

(قاسم بن سلام نے کتاب فضائل القرآن میں ابو معاویہ سے، انھوں نے اعمش سے، انھوں نے ابراہیم سے، انھوں نے اسود سے، انھوں نے عمر بن الخطابؓ سے روایت کیا ہے، کہ وہ غیر المغضوب علیهم وغیر الضالین پڑھتے تھے، اور یہ سند صحیح ہے، اس طرح ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح روایت کی گئی ہے کہ آپ اس طرح پڑھتے تھے، یہ بات اس پر محمول ہے کہ یہ (اضافہ) ان سے تفسیر کی وجہ سے صادر ہوا ہے۔)

جیفری قرآن کریم کے اصل متن اور تفسیری اقوال کو خلط ملط کرنے کے خواہش مند تھے، جس سے ان کا مقصد قرآن کے متن کو مشکوک بنانا ہے۔ اس وجہ سے اس نے تفسیری اقوال کو اپنے مقصد کے لیے استعمال کرنے میں فرخ دلی سے کام لیا۔ صحابہ کرامؓ، تابعین میں سے اکثر لوگوں کا یہ طرز عمل تھا کہ وہ اپنے مصحف میں تفسیری اقوال درج کرتے تھے۔ آج بھی بیاض پر لکھنے اور حواشی چڑھانے کا سلسلہ متعارف ہے۔ تو ان مصاحف میں جو تفسیری اقوال تھے، جیفری نے ان کو قرآن کا متن ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابن عطیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی مصحف کے بارے میں لکھا ہے: "ولأنه روي أنه كتب فيه أشياء على جهة التفسير فظنها قوم من التلاوة فتخلط الأمر فيه." (۶۴) (اس وجہ سے یہ روایت کی گئی ہے کہ انھوں نے (عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ) نے اس (مصحف) میں کئی چیزیں بہ طورِ تفسیر لکھی تھی تو لوگوں نے (اس پر متن) کا گمان کرتے ہوئے تلاوت شروع کی جس سے اس (مصحف) میں اختلاط پیدا ہو گیا۔)

نتائجِ تحقیق

۱۔ امریکی مستشرق آرتھر جیفری نے مختلف قراءات پر بہت زیادہ تحقیقی کام کیا ہے اور کئی مخطوطات ایڈٹ کیے ہیں۔

۶۳۔ ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر، **تفسیر القرآن العظیم** (بیروت: دار الكتب العلمية، ۱۴۱۹ھ)، ۱: ۴۱۔

۶۴۔ عبد الحق بن غالب بن عطیہ، **المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز** (لبنان: دار الكتب العلمية، ۱۹۹۳ء)، ۱: ۴۸۔

۲۔ آرتھر جیفری نے اختلاف قراءات کو بنیاد بنا کر قرآن کو نبی کریم ﷺ کی تصنیف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن اس تحقیقی مقالے میں اس دعوے کے استدلالات کا تنقیدی جائزہ پیش کرنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا گیاہے کہ آرتھر جیفری کے دلائل نہ صرف یہ کہ مستند نہیں ہیں، بلکہ مضحکہ خیز ہیں۔

۳۔ آرتھر جیفری نے سورۃ الفاتحہ پر خصوصی توجہ دی ہے۔ وہ سورۃ الفاتحہ کو قرآن کا حصہ نہیں مانتے ہیں بلکہ اس کو نبی کریم ﷺ کی ایک دعا کی حیثیت دیتے ہیں۔ اس مقالے میں یہ ثابت کیا گیاہے کہ یہ سورت قرآن کا حصہ ہے اور آرتھر جیفری اور ان جیسے دیگر مفکرین کے اس تصور حقائق کے بجائے تخیلات پر مبنی ہے۔

۴۔ سورۃ الفاتحہ میں سات مقامات میں اختلاف قرءات کو موضوع بحث بناتے ہوئے آرتھر جیفری نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ کتاب منزل من اللہ نہیں ہے لیکن اس مقالے میں ان اختلافات کی وجوہات اور قرا کے نزدیک اس کی حیثیت واضح کیا گیا ہے، جس سے آرتھر جیفری کے اشکالات کی سطحیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

سفارشات

۱۔ مذکورہ منہج کے مطابق پورے قرآن کریم میں "اختلاف قراءات اور آرتھری جیفری کے افکار کا تنقیدی جائزہ" پیش کرنے کی تجویز پیش کی جاتی ہے تاکہ اختلاف قراءات کے حوالے سے آتھر جیفری کی پوری فکر سامنے آجائے۔

۲۔ آرتھر جیفری نے **کتاب المصاحف** سے اختلاف قراءات کے حوالے سے ضعیف روایات اور شاذ قراءات کو جمع کرکے اپنی کتاب *Materials for the History of the Text of the Qur'ān* میں پیش کرکے یہ باور کرایا کہ عہدِ صحابہؓ میں اکثر صحابہ کرامؓ کے پاس اپنے اپنے مصاحف تھے، جن کی قراءات ایک دوسرے سے مختلف تھی۔ اس وجہ سے ان کے متن پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا ہے۔اس تناظر میں یہ سفارش کی جاتی ہے کہ ایم فل میں "آرتھر جیفری کی کتاب *Materials for the History of the Text of the Qur'ān* میں مذکور روایاتِ قراءات کا تنقیدی جائزہ" کے عنوان سے مقالہ لکھا جائے جس سے جیفری کے استدلال کے ضعف وثقاہت کا اندازہ ہوسکے۔

List of Sources in Roman Script

- Abdul Majid Daryā Abadī, *Tafsīr Majidī*, Karachi: Majlis e Nasharyāt-e Qur'ān,1998.
- Abdulhaq b. Galib b. Attiyya, *al Muḥarar 'l wajīz fī tafsīr 'l kitāb 'l 'Azīz*, Labnan: dar ul Kutub al ilmiayyah, 1993.
- Abi 'l baqā, Abdullah b. Hussain, '*Amla mā man'a bih ir Raḥmān min wujūhi 'l Qur'ān*, Birut, Darul kutub Al ilmiya, 1979.
- Abu Abbas Ahmad b. Ammar, *Al-Sabāb l mujīb li Ikhtilāf l qira'āt wa kasarāt al turuq war Riwāyāt*, Birut: Alamulkutub, 1998.
- Abu Abdullah Badr ud Din Al Zarkashī, *Al-Burhān fī 'Ulūm 'l Qur'ān,* Birut: Dar ul marifa, 1957.
- Abu Abdullah Muhammad b. Idrees Al Shafī, *Kitāb ul 'Umm* Birut: Darul Marifa, 1990.
- Abu Bakkar Al-Sajistanī, *Kitāb ul Masāḥif*, Cairo: Al Farooq Al Hadisiya, 2002.
- Abu liyas Samrqandī, *Tafsīr Samarqandī*, Cairo: Maktaba Al Khanji, 1990.
- Abu Muhammad Makkī, Al-Ibāna an Ma'ānī al-Qira'āt, Ejypt: Dar ul Nahdha, 1999.
- Abul Fida Ismail b. Umar, *Tafsīr 'l Qur'ān al-'Azīm*, Birut: Darul kutub Al ilmia, 1419H.
- Ahmad b. Hanbal, *Al-Musnad,* Birut: Dar ul Kitab, 1992.
- Asar Jifrī, *Muqadimatān fī 'Ulūm 'l Qur'ān*, Ejypt: Maktabatul Al Khazanchi,1954.
- Ahmad Saad al-Khateeb, *Al ma'ānī fī Zawī Ikhtilāl qira'āt*, Birut: Dar ul Kitab al Abarbi, 1425.

- Muhammad Akram rana, *Istishrāq or Sharīʻah*, Islamabad, Purab Acadmy, 2015.
- Gold Zihar, *Mazāhib al-tafsīr al-Islāmī*, Cairo: Al-Sunna Al Mhuammadi, 1995.
- Khair ud Din b. Mahmood al-ziraklī, *Al-ʻālam*, Bairut: Dar ul ilm lil malayeen, 2002.
- Muhammad b. Muhammad Abu Talha, *Al-madkhal li Dirāsāt 'l Qur'ān,* Cairo: Maktaba tu Sunna,2003.
- Muhammad Habash, *Al-Qira'āt ʻl Mutawātira wa Asaruha fī rasami 'l Qur'ānī wa Ahka l sharīʻah*, Dimascus: Dar ul Fikr, 1999.
- Nizam ud Din al-Hassan b. Muhammad al-Nisaburī, *Tafsīr al-Nisaburī*, Birut: Dar ul kutubl Ilmiyah, 1416H.